اسلامی قانون فوجداری کا ضابطۂ تقادم

(The Time- barred Procedure in Islamic Penal Law)

مشتاق احمد*

محمد عالم*

Abstract

Taqādum is one of the legal procedures devised by Muslim Jurists for regulating and streamlining law suits-process for bringing it in harmony with the judicial spirit of Islam. Laxically *taqādum* means prescription or lapse of time. With regard to this meaning the procedure of *taqādum* is executed against such claims, evidences and witnesses instituted or paid after the expiry of time specified for such endorsements and payments. Mostly *taqādum* extends benefit to defendant against his claimant. The cotemporary legal terminology of time-barred may pay the said connotations. In this article the Juristic opinions of some early as well as modern Muslim Jurists on the issue have been discussed. It is noted that Mālikites and their concordant who, vs. Ḥanafites, de-jure *taqādum* only in civil suits but not in criminal ones. Beside Juristic comparison, the relevant sections and schedules of the Limitation Act 1908 (with sporadic amendments till 2012) have partially been discussed. Some French and Egyptian laws also possess the procedure of *taqādum* in form of *taqādum Jinā'ī* (De la Prescription penal) but are found inferior to Islamic law. However in contents all Muslim and non-Muslim Jurists agree to discredit *taqādum* or alike procedures if a claimant prove his delay in claim as justified on the ground of lawful reasons and excuses.

قدیم اور معاصر دونوں قوانین اپنے اندر متعدد ایسی پیشگی قواعد وضوابط رکھتی ہیں جو تحریک و تعمیل کے حوالے سے متعلقہ قانون کے ساتھ معاونت کرتی ہیں اور یوں زیر سماعت دیوانی اور فوجداری مقدمہ کو آسانی کے ساتھ نمٹایا اور آگے بڑھایا جاتا ہے اس قسم کی امدادی قواعد وضوابط، ضابطہ دیوانی ((Civil Procedure Code) اور ضابطہ ءفوجداری (Criminal Procedure Code) کے نام سے متعارف ہیں۔

---

* پروفیسر علوم اسلامیہ، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اربیک سٹڈیز، جامعۂ پشاور

* اسسٹنٹ پروفیسر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اربیک سٹڈیز، جامعۂ پشاور

عصر حاضر میں مغرب زدہ اذہان کا پیدا کردہ یہ تأثر مٹتا جارہا ہے کہ اسلام دیوانی اور فوجداری قوانین کی تشکیل کے لئے تأسیسی اور معیاری مواد کی فراہمی میں اتنا خود کفیل نہیں ہے کہ اسے معاصر قوانین کا ہم پلہ قرار دیا جاسکے۔ اب تو اسلام کی فقہی اور قانونی جہات پر انتہائی تعمق کے ساتھ تحقیق کو آگے بڑھایا گیا ہے جس نے دنیا کو قائل کر لیا ہے کہ اسلام کی فقہی اور قانونی دنیا نہ صرف یہ کہ مجرد قوانین سے مالا مال ہے بلکہ اس کا دامن ان قابل قدر قواعد وضوابط سے بھی خالی نہیں ہے جو ان قوانین کو تأسیسی مواد فراہم کرتی ہیں اور انہیں جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے انہیں قابل اطلاق و تطبیق بھی بناتی ہیں۔

تقادم کا ضابطہ اسی سلسلۂ ضوابط کی ایک کڑی ہے جسے اسلام نے تمام دیوانی اور فوجداری قوانین میں سمو دیا ہے اور نتائج کے حوالے سے اسے کامیابی کے ساتھ نبھایا بھی ہے۔

عربی زبان کا یہ لفظ۔ تقادم۔ جو اب ایک فقہی اور قانونی اصطلاح کی روپ میں سامنے آیا ہے، لغت کے اعتبار سے "ق دم" کے مادہ سے مصدر ہے جو کسی امر واقعہ کے قدیم ہونے یا کسی امر پر زیادہ عرصہ کے گزر جانے یا کسی بات کے زاید المیعاد ہونے یا اس کے مترادف دیگر مفاہیم پر دلالت کرتی ہے [1] تقادم کا مذکورہ لغوی مفہوم اس کی اصطلاحی مفہوم کو ازخود متعین کرتی ہے جس کے تحت اگر حاضر عدالت مدعی کے ادخال دعوی یا گواہ کی ادائیگی شہادت پر متعینہ میعاد سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہو تو اس صورت میں متعلقہ دعوی یا شہادت اپنی عدالتی اور قانونی حیثیت خود بخود تحلیل کریگی اور ازروئے ضابطہ تقادم متعلقہ مقدمہ ناقابل سنوائی متصور ہو گا۔ الا یہ کہ مدعی یا گواہ تاخیر دعوی یا تاخیر شہادت کی ایسی توجیہ پیش کرے جو ازروئے فقہ و قانون عذر شرعی (Lawful Excuse) گردانی جاتی ہو تو اس صورت میں ضابطہ تقادم کو غیر مؤثر قرار دیا جائے گا اور وہ متعلقہ دعوی یا شہادت کی قانونی اور عدالتی حیثیت کو تحلیل نہیں کر سکے گا[2]

ملکی قانون نے بھی بلا عذر و توجیہ قانونی بعد از مرور وقت متعینہ ادخال دعوی کو غیر مؤثر قرار دیا ہے۔ چنانچہ ایکٹ بابت تحدید میعاد مجریہ (2012 -The Limitation Act,1908) میں Dismissal of Suites, instituted etc, after The period of Limitation, کے عنوان کے تحت دفعہ نمبر ۳ اور اس کی تشریحی نوٹ میں کہا گیا ہے

Subject to the provision contained in section 4 to sec: 25 (Inclusive), every suit instituted, appeal prepared and application made after the period of Limitation

prescribed thereof by the First schedule*. ،shall be dismissed. Doors of justice are closed after the lapse of prescribed period of limitation unless delay so caused was fully justified legally. Each days delay must be accounted for by legal and Valid reason[3]

گویہ کہ دعوی کرنا غیر منطقی اور غیر معقول ہو گا کہ اسلام ہی ضابطہ تقادم اور اس کی مفہوم کی تکوین و تشکیل میں معاصر قوانین کا پیشرو ہے بہت ممکن ہے قدیم قوانین میں وہ مفہوم من و عن موجود رہا ہو جس پر اسلام کے ضابطہ تقادم کی موجودہ اصطلاح دلالت کرتی ہے۔ بایں ہمہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام کا ضابطہ تقادم حصول از قانون غیر (Acquisition) کا نہیں بلکہ فقہاء اسلام کی کاوشوں کا نتیجہ ہے جنہوں نے دوسری صدی ہجری میں نصوص شرعیہ کی بنیاد پر ضابطہ تقادم اور دیگر معاون اور امدادی قواعد وضوابط کی تشکیل کی۔

اسلام کا ضابطہ تقادم فی الفور فراہمی انصاف اور فی الفور احیائے حقوق کے تصور کی اساس پر قائم ہے جبکہ فی الفور ادخال دعوی، ادائیگی شہادت اور فی الفور قانونی چارہ جوئی ہی اس قسم کے تصور کے اطلاق و تطبیق کو ممکن بناسکتی ہیں۔

قرآن کریم فی الفور ادائیگی شہادت کی تاکید کرتا ہے اوراس قسم کی شہادت کو خدائی شہادت(Divine witness) سے تعبیر کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:"واقیموا الشہادۃ للہ"[4]یعنی خاص اللہ کے لیے شہادت قائم کرو۔۔

امام ابن ہمام نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے: "**المسلم مأمور بالشهادة في الحال احتساباً لمقصد اخلا العالم من الفساد للانزجار فلا يحق له تأخير في الشهادة**"[5]۔یعنی ہر مسلمان کو اس بات پر مأمور کیا گیا ہے کہ رضاکارانہ طور پر فی الفور شہادت کی ادائیگی کو یقینی بنائے تاکہ دنیا سے فساد مٹ جائے اس حوالے سے کسی مسلمان کے لیے شہادت کی ادائیگی میں تاخیر جائز نہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شہادت اور قانونی چارہ جوئی میں غیر ضروری تأخیر اور التوائے فیصلہ مقدمات (Delay in Decree) سماج میں اضطراب، حقوق کے اتلاف اور عدل کے ارتعاش پر منتج ہوتا ہے۔ قرآن کریم اگر ایک طرف فی الفور شہادت کو خدائی شہادت گردانتا ہے تو دوسری طرف کتمان شہادت کے مرتکب گواہ کو گناہ گار دل کا حامل فرد قرار دیتا ہے اس

---

* مذکورہ ایکٹ مجریہ 2012-1908ء کے اخر میں ایک جدول(Schedule) بھی منتھی کیا گیا ہے ۱۸۳ شقوں(Clauses) پر مشتمل متعلقہ جدول مختلف النوع دعاوی اور مرافعات کے ادخال کو قانونی اور عدالتی حیثیت دینے کے لئے حسب جرم متعلقہ میعاد کی تحدید کرتی ہے

ضمن میں اللہ کا ارشاد ہے: "**ولا تکتمو ا الشھادۃ و من یکتمھا فانہ اثم قلبہ**"[6]۔ یعنی شہادت کو مت چھپاؤ جس نے بھی اسے چھپایا تو وہ گناہ گار دل کا حامل انسان ہو گا۔

اس ضمن یہ بھی واضح رہے کہ عدالت کے علم میں اگر یہ بات آجائے کہ زیر سماعت مقدمہ سے متعلق فلاں شخص کے پاس ایسی شہادتی اور اثباتی مواد موجود ہے جو عدالتی کاروائی میں معاون ثابت ہو سکتی ہے تو عدالت گواہ کو طلب کر سکتی ہے جب کہ متعلقہ گواہ عدالتی حکم کے بعد حاضر عدالت ہونے سے انکار کرنے کا مجاز نہیں ہو گا۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: "**ولا یاب الشھداء اذا مادعوا**"[7] یعنی جب بھی گواہ گواہی کے لئے بلائے جائیں تو انہیں حاضری سے انکار نہیں کرنی چاہئے۔

مذکورہ بالا تینوں نصوص اس بات کی نشاندھی کرتی ہیں کہ بر وقت شہادت ہی اصل عدالتی شہادت ہے جب کہ بلا عذر شہادت میں تاخیر شہادت کی عدالتی حیثیت کو کھو دینے کا موجب بنتی ہے اور اس قسم کی شہادت گواہ کے بارے میں کئی شکوک وشبہات کو جنم دیتی ہے۔

علاوہ برایں حضرت عمر رضی للہ عنہ نے تمام عدالتوں کو لکھا کہ تاخیر سے دی جانیوالی شہادت کو قانونی اور عدالتی حیثیت نہ دی جائے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "**ایما قوم شھدوا علی حد لم یشھدوا عند حضرتہ فانما شھدوا علی ضعن فلا سھادۃ لھم**"[8]۔ یعنی چند گواہ اگر کسی جرم سے متعلق شہادت دینے کے لیے آئیں جب کہ وقوع جرم کے وقت انہوں نے ادائیگی شہادت سے گریز کیا تھا تو ان کی شہادت بد نیتی پر محمول کر کے واپس لوٹائی جائے۔

مذکورہ بالا روایت ضابطہ تقادم کے لیے نقلی اساس کے فراہم کرتی ہے جبکہ اصول فقہ کا عقلی اور منطقی پہلو بھی ضابطہ تقادم کے لیے اساس کو تقویت دیتی ہے، اس ضمن میں فقہ اسلامی کا قاعدہ ہے کہ جہاں کسی امر واقع سے متعلق اصل کا اظہار و تحقق بوجوہ متعذر ہو وہاں اصل پر عمل درآمد کو ممکن بنانے کے لیے اس کا نائب مقرر کیا جائے گا۔ اور اسی نائب کو اصل گردان کر اس پر مطلوبہ حکم منطبق کیا جائے گا۔ اسی "قاعدہ نیابت(Vicarious rule" پر متعدد فقہی احکام کو مستنبط کیا گیا ہے۔ مثلاً قتل عمد موجب قصاص" کے مقدمے میں لفظ عمد اپنے اندر "نیت اور ارادہ قتل" کا مفہوم رکھتی ہے جو قاتل کے خلاف قصاص کو واجب کرتی ہے واضح بات ہے کہ نیت اور ارادہ دونوں ایسی غیر مادی اور غیر مرئی قلبی عوامل ہیں کہ عقل اور مشاہداتی قوتیں ان کا ادراک نہیں کر سکتیں لہذا قاتل کے اقرار سے قبل اس کے نیت وارادہ ان کو موجود قرار دے کر اس کے خلاف قصاص کا حکم دینا محض ظن پر مبنی ہو گا جب کہ ظنی الثبوت اور مشتبہ کی بنیاد پر جاسکے ملزم کے خلاف فوجداریت قائم نہیں کی جاسکتی۔ اسی بنا پر نیت وارادہ قتل سے متعلق ممکنہ ظن وشبہ کو زائل کرنے کے لیے مقدمہ قصاص میں آلہ قتل کو نیت وارادہ نائب اور قائم مقام

بنایا گیا تا کہ آلہ قتل کے حجم اس کے طریقہ استعمال یا عمل قتل(Modus operand) کی متنوع کیفیات کو مد نظر رکھ کر قاتل کے نیت وارادہ کا تعین کیا جاسکے[9]۔ جدید قوانین میں افعال کو نیت کا قائمقام قرار دیا گیا ہے چنانچہ Broom legal maxims کے اصلاحی قانونی قواعد کے قاعدہ نمبر ۴۲ونمبر ۴۳ میں کہا گیا ہے (Acta Exteriorind indicant secrete) جس کا انگریزی ترجمہ ہے (Acta Indicated intention) یا یہ کہ کوئی چیز اپنے میں خود بتاتی ہے) Respisa Loquitor جس کا انگریزی ترجمہ ہے The thing speak for self ۹الف)۔

وعلی ہذا القیاس اب جبکہ حسد وبغض یا کینہ پروری بھی نا قابل تحقق، غیر مادی، غیر مرئی اور عقل اور مشاہداتی قوتوں کے ادراک سے ماوراء عوامل ہیں الہذا شریعت نے حسب قاعدہ مدت تاخیر کو تقادم کا نام دیکر حسد وبغض کا قائمقام بنایا تا کہ اس کی بنیاد پر شہادت کو لوٹا کر سابقہ حالت(statuesque)کو برقرار رکھا جاسکے۔

فقہاء کے ہاں تقادم کی دوصورتیں ہیں ایک صورت تقادم جنائی (De la prescription penal)کی ہے جس کے تحت ضابطہ تقادم کو متحرک کر کے جرائم سے متعلق دعوی جنائی اور شہادت جنائیہ کو رد کیا جاتاہے یا بعد از حکم سزا (Adjudication)نفاذ سزا Punitive action میں غیر متعذر تأخیر کی بنیاد پر سزا ہی کو ساقط کیا جاتا ہے، دوسری صورت تقادم عمومی (De la prescription civil) کا ہے۔ جس کے تحت شخصی عائلی اور مالی امور سے متعلق دعاوی اور شہادت کو غیر متعذر تاخیر کی بنیاد پر ردّ کیا جاتا ہے اور استحقاق یا دفاع کی صحت یا بطلان کا فیصلہ سنایا جاتا ہے[10]۔ المجلة الأحكام العدلية کا دفعہ نمبر ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲ اور دفعاتِ مابعد۔ا تقادم عمومی کی اسی صورت سے متعلق ہیں[11]۔ ایکٹ بابت تحدید میعاد مجریہ ۱۹۰۸. ۲۰۱۲ The Limitation Act 1908- 2012 کے حصہ سوم Part III کا دفعہ نمبر ۲۸ اور دفعات ماقبل ومابعد بھی ملکی قانون کے تحت تقادم عمومی کے اسی مفہوم کو اجاگر کرتی ہیں[12]۔

جمہور فقہاء نے جہاں تقادم کی مؤخر الذکر صورت کو متفقہ طور پر تسلیم کیا ہے وہاں انہوں نے اول الذکر یعنی تقادم جنائی کی حجیت اور عدم حجیت میں اختلاف کیا ہے۔

چنانچہ مالکی، شافعی، حنبلی، ظاہری اور زیدی فقہاء نے صحت وبطلان دعاوی وشہادت کے حوالے سے تقادم عمومی کا اعتبار تو کیا ہے لیکن اسی حوالے سے انہوں نے تقادم جنائی کو غیر موئثر قرار دیا ہے[13] جب کہ حنفی فقہاء، فقہائے امامیہ اور امام ابن ابی لیلی نے عمومی اور جنائی دونوں قسم کے مقدمات میں تقادم کا اعتبار کیا ہے[14]۔

حنفی فقہاء کے نزدیک کسی بھی جرم سے متعلق تأخیر سے دی جانے والی شہادت کو ضابطہ تقادم کے تحت رد کیا جائے گا۔ الا یہ کہ مقدمہ کا تعلق قصاص یا قذف سے ہو تو اس صورت میں تاخیر شہادت پر تقادم کا اطلاق نہیں ہو گا۔ کیونکہ متعلقہ مقدمات میں عدالتی کاروائی کے اجراء شخص متضرر (Aggrieved person) کی طرف سے ادخال دعوی کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ لہذا اگر اشخص متضرر (Aggrieved person) نے کسی قانونی عذر کی بنیاد پر ادخال دعوی میں تأخیر کی ہو تو اس قسم کی تاخیر ضابطہ تقادم سے مستثنی ہو گی اور ضابط تقادم سے اس قسم کی استثنائی صورت کا فائدہ گواہوں کو بھی دیا جائے گا اور مرور میعاد ان کی شہادت کی عدالتی تاثیر کو تحلیل نہیں کر سکے گی[15]۔

اس کے برعکس مالکی اور ان کے ہم فکر فقہاء فوجداری مقدمات میں تقادم کے عدم تاثیر کی رائے دیکر کہتے ہیں کہ ادائیگی شہادت سے متعلق نصوص علی الاطلاق وارد ہیں اور اس حوالے سے کسی پیشگی یا خارجی یا جزوی شرط یا تعلیق یا استثناء کا متحمل نہیں ہو سکتیں۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ اثبات وقائع کے لیے گواہ کا بیان اس لیے حجت گردانا گیا ہے کہ وقوع جرم سے متعلق گواہ کی ماورائے عدالت شہادت بنیادی طور پر ایک عام بیان سے زیادہ نہیں ہوتی لیکن جب وہ اسے عدالت میں دھر یا جائے۔ اور حسب ضابطہ گواہ اور اس کے بیان کو عدالتی استقصاء جرح اور تزکیہ الشہود کے(Testimony Law process) طویل اور اکتا دینے والی عمل سے گزرا جائے تو اس کے نتیجے میں وہ ایک معیاری بیان میں تبدیل ہو جاتی ہے جو عدالتی اصطلاح میں شہادت کہلاتی ہے چونکہ مرورِ معیاد اس قسم کے معیاری بیان کو متاثر نہیں کر سکتی لہذا شخص متضرر کی حقوق کے احیاء کے لیے ضروری ہے کہ تقادم کا اعتبار نہ کیا جائے[16]۔

عمومی اور فوجداری مقدمات میں تقادم کی یکساں تاثیر کو ثابت کرنے کے لیے حنفی فقہاء نے فائدہ شک (Benefit of doubt) بحق مجرم کے قانونی قاعدہ کا سہار لیا ہے، قاعدہ متذکرہ کی اساس نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث ہے: "**ادرؤ الحدود بالشبهات**[17]" یعنی سزاؤں کو شبہات کے ذریعے ساقط کرو۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: " **لئن اعطل الحدود بالشبهات أحب الي من أن اقيمها بالشبهات**"[18] مجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ شبہات کی موجودگی میں سزا کو ساقط کروں بجائے اس کے کہ شبہات کی موجودگی میں سزا کو نافذ کروں۔

نیز اسلام کے قانون فوجداری کے تحت جسمانی سزا اپنے پس منظر اور اثباتی بیان میں حد درجہ کی شفافیت کا تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "**اذ بلغ الحد لعل وعسى فهو معطل** "[19] یعنی دوران مقدمہ حد گواہ سے اگر شاید یا ممکن ہے جیسے الفاظ صادر واقع ہوں تو اس مقدمہ کو خارج کرو۔

مزید یہ کہ فوجداریت میں شبہ کی پیدائش ایک اتفاقی امر کے طور پر نہیں لیا گیا ہے کہ اتفاقاً شبہ پیدا ہو تو اس کو متحرک کیا جائے بلکہ حقیقی شبہ کے تحقق کے لیے شہادت اور واقعات مقدمہ سے دریافت اور تلاشِ شبہ کو عدالت کی ذمہ داریوں سے گردانا گیا ہے۔ تاکہ مذکور قاعدہ رائیگاں نہ ہو[20]۔

گو کہ فوجداریت میں مرورِ معیاد ایسی قطعی ثبوت فراہم نہیں کر سکتی جس کے بل ہوتے گواہوں پر جھوٹ وافترا یا بھول چوک کا الزام لگایا جائے لیکن اس سوال کو بھی تو قطعیت کے ساتھ رد نہیں کیا جا سکتا کہ عدم ادائیگی اور ادائیگی شہادت کے درمیانی وقفے میں وہ ممکنہ سبب کیا ہے جو پہلے گواہ کو گواہی سے روک رہا تھا اور اب اسے گواہی دینے پر ابھار رہا ہے اور یہ کہ عدالت کے لئے گواہ کی مذکورہ دوھری حیثیتوں میں سے کس حیثیت کو زیادہ درست تسلیم کرنا صحیح ہو گا۔ اس قسم کا سوال شہادت کی ہیئت اصلی سے جنم لیتا ہے اور اگر اس سوال کو عدالتی جرح کے عمل سے گزرا جائے تو وہ ایک موجب اسقاط سزا شبہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے[21]۔

جدید قوانین بھی اس قاعدہ کو پروان چڑھا رہی ہیں۔ کہ قانون کی بروقت تحریک شفاف عدل وانصاف کا ضامن ہے اور یہ کہ عدالت کی اہلیت سماعت (Testamentary Jurisdiction) یا دائرہ سماعت (Bone Juices Jurisdiction) کو ایک متعین وقت کے ساتھ محدود کر کے رکھا جائے تو اس کے نتیجے میں قانون معاصر حالات اور عصری تقاضوں کے ہم آہنگ ہو کر زیادہ مثبت نتائج برآمد کرے گی[22]۔ کیونکہ اصلاحی قانونی قواعد Brooms Legal Mexims کے تحت قوانین مستعد لوگوں کی مدد کرتا ہے نہ کہ اپنے حقوق س غافل لوگوں کی۔ اس کے قاعدہ نمبر ۹۳ میں کہا گیا ہے: Vigilant bus non dorminticus, jura subventions انگریزی میں اس کا مطلب یہ ہے کہ[23] The laws assist those who are vigilant, not those who sleep over their rights

جدید قوانین نے بھی فوجداری تقادم کا اعتبار کیا ہے جس کی بنیاد کوئی بھی فوجداری دعوی ساقط کیا جاتا ہے جبکہ تقادم کی موجودگی میں نفاذ سزا کا حکم بھی کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے۔ جدید قوانین کی رو سے تقادم کی تاثیر کی اساس یہ قانونی قاعدہ ہے کہ یادداشت واقعات کے حوالے سے مرور وقت یا عہد متقادمہ کے ساتھ نسیان کا شبہ لاحق رہتا ہے۔ جدید قوانین نے ایک قرینہ قاطعہ کے طور پر اس قاعدہ کو تمام فوجداری مقدمات میں معتبر مانا ہے ، جس کے تحت بعد از مرور میعادم نہ تو کسی جرم سے متعلق کوئی دعوی سنا جا سکتا ہے اور نہ کسی فعل کو جرم گردان کر اس پر سزا دی جا سکتی ہے کیونکہ قوانین ودعاوی حواحیائے مصلحت کے لیے مشروع کیا گیا ہے جب کہ دعوی یا شہادت متقادمہ کی بنیاد پر نفاد سزا مصلحت کے خلاف پڑتا ہے[24]۔

جدید قوانین کی رو سے تقادم کوئی قانونی حق نہیں بلکہ ہیئت مقدمہ یا دعوی یا شہادت کے سنوائی کی دوران بر آمد ہونے والا ایک ایسا قرینہ ہے جو کسی کے نہ چاہتے ہوئے بھی فوجداری دعوی اور فوجداری حکم پر اثر انداز ہوتا ہے قانونی حق ہوتا تو مدعی علیہ یا محکوم علیہ کو اس کے استعمال سے دستبر داری کا اختیار دیا جاتا جب کہ جدید قوانین کی رو سے مدعی علیہ یا محکوم علیہ کو اختیار نہیں کہ اپنے حق میں قائم شدہ ضابطہ تقادم کو بطور حق ساقط کر کے اپنے خلاف اجرائے دعوی یا اجرائے سزا کے لیے عدالتی چارہ جوئی کرے[25]۔

اسلام کے فوجداری قانون کی رو سے بھی تقادم کو قانونی یا شخصی حق کے طور پر نہیں لیا گیا ہے بلکہ اسے عدالت کی ذمہ داریوں میں سے گردانا گیا ہے کہ وہ واقعات مقدمہ میں کسی بھی ممکنہ شبہ تلاش کرنے سے صرف نظر نہ کرے جو مدعا علیہ یا محکوم علیہ کو فائدہ پہنچا سکتا ہو جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گذشتہ فرامین سے مترشح ہوتا ہے۔

جدید قوانین میں سے اطالوی قانون جرائم موجب اعدام یا جرائم موجب قید بامشقت میں تقادم کے ضابطہ کی تاثیر کا قائل نہیں کیونکہ جہاں اس قسم کے خوفناک جرائم انسانی ذہن پر گہرے اثرات چھوڑتی ہیں۔ وہاں اس قسم کے جرائم ان کے طریقہ ہائے واردات (Moods Operands) اور انکے دیگر متعلقات اور ملحقات کی یاد ذہنوں میں تازہ رہتی ہے لہذا اس ضمن میں مرورِ میعاد موجب نسیان کے قاعدے کو بروئے کار نہیں لانا چاہئے۔ جب کہ فرانسیسی قانون جو تقادم کے حوالے سے جدید یورپی قوانین کا منبع ہے، ہر قسم کی فوجداریت میں تقادم کا اعتبار کرتی ہے اس ضمن میں مصری قوانین نے بھی دفعہ نمبر ۲۷۶ تا ۲۸۳ اور ذیلی دفعات نمبر ۶۳۵ تا ۶۴۲ میں کافی حد تک فرانسیسی قوانین سے استفادہ کیا ہے[26]۔

پاکستانی قوانین ایکٹ بابت تحدید میعاد مجریہ ۱۹۰۸ء تا ۲۰۱۲ء (The Limitation Act 1908- 2012) کے تحت ادخال دعوی کے حوالے سے مرورِ میعاد کے قانونی پہلو کا اعتبار کر کے اور دفعہ نمبر ۳ کے تحت قدیم المیعاد دعاوی کو قابل اخراج اور ناقابل سنوائی گردانا گیا ہے، بتیس (32) دفعات پر مشتمل مذکورہ ایکٹ کے متون اگرچہ صراحتاً فوجداری تقادم کی تاثیر کی تخصیص نہیں کرتیں تاہم اس کا ضمیمی جدول (Schedule) حسب دفعہ نمبر ۳ نوعیت مقدمات کے مناسبت سے شمار نمبر ۲۰، ۲۱، ۲۲ اور نمبر ۴۲ کے تحت علی الترتیب دعاوی قتل کے ادخال کے لیے ایک سال اور دعاوی دیت و معاوضہ جنائی کے لیے تین سال کی میعاد کی تحدید کرتی ہے[27]۔

تقادم کی بنیاد پر سزا کا ساقط ہونا جیسا کہ فرانسیسی اور اطالوی قوانین کے درمیان مختلف فیہ ہے اس ضمن میں ویسا ہی اختلاف فقہائے اسلام نے بھی کیا ہے، چنانچہ مالکی، شافعی حنبلی فقہاء امامیہ، امام اوزاعی اور ثوری مکتب فکر کے فقہاء اور خود فقہائے حنیفہ

میں سے امام زفر بن ہذیل تقادم کی بنیاد پر اسقاط سزا کے قائل نہیں[28] صورت مسئلہ یہ ہے کہ جمہور حنفی فقہاء کے نزدیک حکم سزا (Adjudication) اور نفاذ سزا (Penetrative action) کے درمیان غیر متعذرہ وقفہ سزا سے متعلق عدالتی حکم کو متاثر کرتا ہے اس قسم کا غیر متعذرہ وقفہ بطور تقادم درمیان میں آکر اسقاط سزا کا موجب بنتا ہے۔ حنفی فقہاء نے کہا ہے کہ **الامضاء من القضاء** یعنی نفاذِ سزا عدالتی عمل اور کاروائی کا حصہ ہے جو بطور تتمہ عدالتی کاروائی کی تکمیل کرتا ہے، عدالتی فیصلہ کی تعریف یہی ہے کہ ابتداء سے لے کر آخر تک اس میں تسلسل ہو اور کسی بھی مرحلے پر یہ غیر ضروری انقطاع کا شکار نہ رہا ہو۔ تاکہ کاروائی کے آخری حصہ یعنی نفاذ سزا (Punitive Action) کو ابتدائی حصے یعنی وقوع جرم کے ساتھ بلا تعطل جوڑا جاسکے جب کہ انقطاع کی صورت میں نفاذ سزا کو وقوع جرم کے مرحلے کے بجائے انقطاع کے مرحلے کے ساتھ جوڑا ضابطہ فوجداریت کے اطلاق کے محل کو معدوم کرنے کا موجب ہوگا جب کہ محل کے اعدام کی صورت اطلاق ناممکن ہوتا ہے حنفی فقہاء کے نزدیک فوجداریت میں شبہ مجرم کے حق میں یقین کا درجہ رکھتی ہے تقادم اس شبہ کا ایک حصہ ہے۔ ان کے نزدیک اگر مجرم کے خلاف سزا کا حکم صادر ہوا اور وہ فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ تو دوبارہ گرفتاری کی صورت میں بھی تقادم مؤثر ہوگا۔ کیونکہ فرار کا عمل حکم اور نفاذ سزا کے درمیان ایک عارض کے طور پر سامنے آیا جب کہ فوجداریت میں ہر عارض کو مانع کا درجہ دیا جاتا ہے یا یہ کہ فوجداریت میں جس طرح حکم سزا سے پہلے کا امر مانع حکمِ سزا کو متاثر کرتا ہے بالکل اسی طرح حکم سزا کے بعد کا امر مانع بھی اس حکم کو متاثر کرے گا[29]۔

تقادم کی مذکورہ تاثیر کو امام ابو حنیفہ کے وضع کردہ اس اصول کے تناظر میں بھی دیکھا جاسکتا ہے جس میں کہا گیا ہے: "**کل ما یتغیر الفرض فی اولہ یتغیرہ فی أخرہ**"۔ یعنی ہر وہ امر حادث جس کا وجود ابتداء میں کسی فرض یا حکم کے تغیر کا موجب بنتا ہے، تو اس کا وجود اس فرض یا حکم کے انتہاء کو بھی متغیر کر سکے گا مثلاً اجارہ کے ابتدا میں اگر استحقاق غیر اجارہ کو فاسد کرتا ہے تو اجارہ کے اخر میں بھی اس قسم کا استحقاق اجارہ کو فاسد کرے گا۔ یا اگر متیمم آغاز نماز میں پانی کے استعمال پر قادر ہو جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اس طرح اگر انتہائے نماز میں اسے پانی کے استعمال پر قدرت حاصل ہو تب اس کی نماز ٹوٹ جائے گی[30]۔ لہذا جس طرح اجارہ میں استحقاق غیر اور حالت تیمم میں پانی کے استعمال پر حاصل شدہ قدرت امر مانع کے طور پر اجارہ مع استحقاق غیر اور نماز بحالت تیمم کے جواز میں رکاوٹ بنتی ہے اسی طرح قضا کے اخر میں مجرم کا فرار اجرائے سزا میں اسی رکاوٹ بنے گا جیسے ابتدا میں قبل از گرفتاری اس سزا کو نافذ نہیں کی جاسکتی تھی۔

جدید قوانین نے تمام فوجداری مقدمات میں جرم کے حجم اور سماج پر اس کے اثرات کو سامنے رکھ کر تقادم کے میعاد کی تحدید کی ہے۔ مثلاً ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۶ء سزائے موت کی صورت میں زیرین عدالت جنائی (Session Court) کے فیصلے کے خلاف عدالت عالیہ (High court) یا مؤخر الذکر کے فیصلے کے خلاف عدالت عظمی (Supreme Court) میں اپیل دائر کرنے کی انتہائی میعاد سات دن رکھی گئی ہے جدید قوانین کی فوجداریت میں یہ تقادم کی کمترین میعاد ہے جس کا مرور حقِ اپیل بابت تنسیخ سزا کو کالعدم کرتی ہے۔ تاهم مالی مقدمات کے حوالے سے مقدمہ رہن (Mortgage Suit) میں اگر راہن جائیداد مرہونہ کو فروخت کرنا چاہتا ہو جب کہ رقم رہن ابھی اس کے ذم واجب الأداءہ ہو تو مرتہن کو ادخال دعوی خلاف بیع کے لیے ساٹھ سال کا میعاد دیا گیا ہے اسی طرح مذکورہ قانون میں جنایات پر جائیداد سے متعلق دیگر مقدمات میں ادخال دعوی کے لئے تیس، 30 ، بیس، بارہ، چھ، تین، اور ایک سال اور بعض میں، چھ ماہ , تین ماہ، اور ایک ماہ تک کی میعاد کی تحدید کی گئی ہے[31]۔

فرانسیسی اور مصری قوانین کی رو سے سول مقدمات میں کے لئے حسب جنایت بر جائیداد ادخال دعوی کے لئے ایک سال سے لے پندرہ سال تک کی میعاد کی تحدید کی گئی ہے[32]۔ جب کہ انہی قوانین کے تحت فوجداری مقدمات میں ادخال دعوی کے لئے میعاد کی تحدید چھ مہینے سے لے کر دس سال تک کی گئی ہے[33]۔

حنفی فقہاء میں سے امام محمد نے فوجداری مقدمات میں تقادم کی معیاد کی تحدید کم از کم چھ ماہ سے کی ہے لہذا ان کے نزدیک مذکورہ میعاد کا مرور حق دعوی اور نفاذ حکم کو ساقط کرے گا جب کہ حنفی فقہاء میں سے قاضی ابویوسف اور فقہاء زیدیہ کے نزدیک تقادم کا کم از کم میعاد ایک ماہ ہونا چاہئے[34]۔ امام ابوحنیفہ نے تقادم کی میعاد بندی نہیں کی ہے، اپنے شاگردوں کے بے پناہ اصرار کے باوجود انہوں نے اس قسم کی تحدید سے گریز کیا اور اسے قاضی کی صوابدید پر چھوڑ دیا کہ حالات کو مد نظر رکھ کر تقادم کی تحدید کرے کیونکہ ان کے نزدیک حالات کا تبائین و تنوع اور دیگر قابل توجہ شرعی اعذار اس قسم کے پیشگی تعین کو قبول نہیں کرتیں[35]۔

حوالہ جات و مراجع

[1] ابن منظور, محمد بن مکرم (م ۷۱۱ھ) لسان العرب، نشر أدب الجوزہ, قم ایران ۱۴۰۵ھ. بذیل مادۃ "ق د م".

[2] ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد (م 581ھ) فتح القدیر, طبع بیروت ۱۳۱۶ھ, ۴: ۱۶۵۔

[3] The Major Act, (with The Limitation Act-1908-2012) Khyber Law book publishers, Lahore (amended Up to 2012, (N.D) section No 3 with all explanatory notes.

[4] القرآن, ۶۵: ۲۵

[5] ابن ہمام, فتح القدیر, مذکور ۴: ۱۱۵

[6] القرآن ۲: ۲۸۲.

[7] القرآن، ۲: ۲۸۲.

[8] ابن ہمام, ابو بکر عبد الرزاق (م ۲۲۱ھ) المصنف لعبد الرزاق, دار العلم بیروت, ۱۳۹۰ھ، 7: 32.

[9] ابن عابدین، محمد امین (م ۱۳۰۶ھ) رد المختار علی الدر المختار، کوئٹہ 1399, 3: 218. مزید, عودہ, عبد القادر (ش ۱۳۸۵ھ) التشریع الجنائی الإسلامی مقارناً بالقانون الوضعی, دار الکتاب العربی بیروت) سطن) ۲:۳۲

۹(الف) تنزیل الرحمن, (جسٹس) قانونی لغت, پی ایل۔ڈی, پبلشرز لاہور ۲۰۱۱ء, قاعدہ نمبر ۴۲ و نمبر ۴۳ ص ۵۵۶۔

[10] السنہوری, عبد الرزاق احمد, الوسیط فی شرح القانونی المدنی الجدید, دار النشر للجامعات المصریۃ, القاہرۃ ۱۹۵۲ء, ا: ۵۱۹۔

[11] الاتاسی, محمد خالد (سون) شرح المجلۃ لأحکام العدلیۃ, کوئیٹہ, ۱۴۰۳ھ, ۵: ۱۶۶

[12] Limitation Act 1908, مذکور, Part III Sect. No 28 ff

[13] ابن قدامہ, عبد الرحمن بن احمد المقدسی (م ۶۳۰ھ) المغنی, ادارت البحوث العلمیۃ ریاض, ۱۴۰۱ھ۔ ۱۰: ۱۸۲۔ ابن حزم, احمد بن سعید, (م ۴۵۶ھ) المحلی دار الفکر بیروت, سطن ۱۰: ۱۴۴؛ ابن مفتاح, ابو الحسن عبد اللہ (م ۸۷۷ھ) شرح الازہار المنتزع من الغیث المدرار, (سطن) ۴: ۳۳۹؛ الشربینی, محمد خطیب, (م ۹۷۷ھ) مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج, دار الفکر (سطن) ۴: ۱۵۱؛ ابن قدامہ, موافق الدین (م ۶۳۰ھ) وشمس الدین (م ۶۷۴ھ) المغنی والشرح الکبیر, دار الفکر بیروت, ۱۴۰۴ھ, ۸: ۲۰۸؛ الکلبی, محمد بن احمد (م ۷۲۱ھ) القوانین الفقہیہ, مطبعۃ النہضۃ بناس بالمغرب, ۱۳۵۴ھ ص ۱۳۶۔

[14] الکاسانی, ابو بکر بن مسعود (م 787ھ) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع, سعید کمپنی, کراچی ۱۴۰۰ھ, ۷: ۵۰, الموصلی, عبد اللہ بن مودود (م ۶۸۳ھ) الاختیار لتعلیل المختار, دار المعرفۃ لطباعۃ النشر, بیروت, (سطن) ۴: ۸۲, الحلی, جعفر بن الحسن (م ۶۷۶ھ) المختصر النافع فی فقہ الإمامیۃ, دار الکتاب العربی, مصر (سطن) ۱: ۲۵۔

[15] الکاسانی, بدائع الصنائع (مذکور) ۷: ۲۵۱۔

[16] متعلقہ فقہی مکاتب فکر کی آراء کے لئے دیکھیں۔ حوالہ نمبر ۱۳۔

[17] ابن ابی شیبہ, عبد اللہ بن محمد (م ۲۳۵ھ) المصنف لابن ابی شیبہ, ادارۃ القرآن, کراچی, ۱۴۰۴ھ, کتاب الحدود۔

[18] ابن ابی شیبہ, المصنف, ومذکور, کتاب الحدود.

[19] الترمذی, محمد بن عیسی بن سورۃ (م 289ھ) الجامع السنن, دار الفکر 1398 / کتاب الحدود.

[20] ابن مفتاح, شرح الازہار (مذکور) ۴: ۳۷۵۔

[21] عودۃ, التشریع الجنائی (مذکور) ۱: ۱۸۳۔

[22] مذکور, التشریع الجنائی, 1: 780, 2: 415.

[23] تنزیل الرحمن (جسٹس) قانونی لغت۔ پی ایل ڈی پبلشرز لاہور ۲۰۱۱ ص ۵۶۴۔

[24] Muslihuddin Dr, Judicial system of Islam, its origin and development IRI Press Islamabad 1988 A.D P. 130 ff

[25] جندی, عبد الملک, الموسوعۃ الجنائیہ, مطبعۃ الاعتماد, مصر 1360ھ, ۴: ۳۲۹ ومابعد۔

[26] مذکور

[27] TheLimitation Act190 8 - 2012 مذکور

[28] الاصبحی,مالک بن انس(م۱۷۹)المدونۃ الکبری المطبعۃ الخیریۃ,۱۳۴۴ھ,۴: ۴۲۲۔

[29] الکاسانی,بدائع الصنائع,مذکور,7: 79.

[30] گنگوہی, محمد حنیف,غایۃ السعایۃ فی حل مافی الہدایۃ,المکتبۃ الاشرفیہ لاہور,۱۴۰۰ھ ا: ٦٢۔

[31] The Limitation Act 1908 2012- مذکور

[32] السنہوري,عبد الرزاق,الوسیط,(مذکور)1: 523.

[33] جندی,عبد الملک,الموسوعۃ الجنائیۃ(مذکور)4: 333.

[34] السرخسی, محمد بن احمد(م490ھ)المبسوط,ادارۃ القرآن, کراچی,۱۴۰۷ھ,۹: ۷۰۹,ابن ہمام,فتح القدیر(مذکور)4: 165.

[35] الکاسانی,بدائع الصنائع(مذکور)7: 47,ابن عابدین,رد المحتار علی الدر المختار(مذکور) 4: 37,الرکبان,عبد اللہ العلی,النظریۃ العامۃ لِاثبات موجبات الحدود,مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1401ھ 2: 19,فضیلات,جبر محمود,سقوط العقوبات في الفقہ الِاسلامي,دار عمار للنشر والتوزیع عمان,1408ھ 3: 49.